زینب بی بی
پی ایچ ڈی اسکالر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر سائرہ بتول
اسسٹنٹ پروفیسر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

تدریس اردو میں بلوم ٹیکسانومی کا اطلاق: تجزیہ و مطالعہ

ABSTRACT

Application of Bloom's Taxonomy in Teaching of Urdu: Study and analysis
By Zainub Bibi, Ph.D Scholar, Department of Urdu, International Islamic University, Islamabad.
Dr Saira Batool, Assistant Professor, Department of Urdu,International Islamic University, Islamabad.

A language is the pivot element in the domains of every type of art and literature. The more one masters a language , the more harmony is there in its expression. The legacy of the culture and civilization is passed onto the younger generations only through the teaching of the language. In the education sector of Pakistan, the Urdu language holds a great importance as a primary subject. As Urdu language complements the individual and national needs, so the teaching of urdu as a subject is considered very important from the earlier grades to higher ones. In 1956, an educational Bycologist, Dr. Benjamin Bloom, categorized the levels of educational objectives which is termed as Bloom's Taxonomy. Its aim is to build up the thought, with high level of observation and conclusion rather than cramming in the field of education. These are, infact, the different levels of the questions which activate a man's thoughts and opinions. Though more than half of the century has passed, still Bloom's Taxonomy has not been implemented for the teaching of urdu language. Therefore, for an effective teaching of Urdu language, the analysis of text book according to Bloom's taxonomy is the need of the time. In this article, the role and application of Bloom's taxonomy for the teaching of urdu has been discussed and presented.

Keywords: Bloom's taxonomy, Urdu Language, Text books, Cramming, education, analysis.

معاشرے کی بقاء کا دارومدار تعلیم پر ہے جیسا نصاب ہوگا ویسا ہی نظامِ تعلیم ہوگا۔ تعلیم کے لیے مقاصد روح کا درجہ رکھتے ہیں۔ تعلیم طلبا کی تربیت کا مناسب اہتمام کرتی ہے۔ یہ بنیادی طور پر سیکھنے کا عمل ہے۔ اس اہم عمل کو محض اتفاقات

کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے مقاصد کا تعین ضروری ہے۔ ۱۹۵۶ء میں امریکی تعلیمی ماہرِ نفسیات ڈاکٹر بینجمن سیموئل بلوم (Dr. Benjamin Bloom Samuel: 1913-1999) کی سربراہی میں تعلیمی مقاصد کی جو درجہ بندی کی گئی وہ بلوم ٹیکسانومی کہلاتی ہے۔ بلوم ٹیکسانومی کا مقصد تعلیمی میدان میں رٹہ بازی کی بجائے اعلیٰ تجزیے اور نتائج کی حامل سوچ کو پروان چڑھانا ہے۔ یہ دراصل سوالات کے مختلف مدارج ہیں جو انسان کی سوچ اور افکار کو متحرک کرتے ہیں۔ بلوم فیلڈ نے پہلی بار یہ بتایا کہ زبان محض تحریر کا نام نہیں، اصل میں زبان بول چال کے اندر ہوتی ہے اور اس کی تدریس کو اولیت دی جانی چاہیے۔ آسٹن نے کہا کہ ''زبان ایک ہنر، ایک فن، ایک احساس اور ایک عمل ہے۔'' گویا زندگی کا کوئی بھی فن زبان کے بغیر نہیں سیکھا جا سکتا۔

۱۹۴۰ء کے بعد سے امریکی ماہر زبان نوم چومسکی (Noam Chomsky: 1928-1940) کی تحقیقات سامنے آئیں تو زبان کے نفسیاتی پہلو کو بھی سامنے رکھا جانے لگا۔ ۱۹۸۵ء میں برطانوی ماہرِ زبان مائیکل ہالیڈے (Michael Halliday: 1925-2015) نے کہا کہ بول چال اور تحریر دونوں اہم ہیں نیز سماجی لسانی پہلو بھی قابل توجہ ہے چناں چہ اردو کا تدریسی مواد تیار کرتے ہوئے نفسی، لسانی اور سماجی لسانی ہر دو پہلوؤں سے تدریسی متن اور تدریسی طریقے اختیار کرنا ہوں گے جو سننے، بولنے، لکھنے، پڑھنے کے ہر قسم کے سانچوں، کینڈوں اور محضروں کو ملحوظ رکھ سکیں۔ اس اصول کے تحت ابتدائی سطح پر محض بول چال پر زور دینا ضروری ہے۔ سیکنڈری سطح پر ادبی محضر بھی شامل ہوگا۔ ثانوی اور اعلیٰ سطح پر کینڈوں کا مطالعہ کرایا جائے گا۔ گویا درخواستیں، فارم، رپورٹیں، اخباری زبان اور دفتری نوٹ درسی متن اور درسی کتاب کا حصہ ہوں گے۔

مقصد کسی فعل یا عمل کا متوقع نتیجہ ہوتا ہے۔ ہمارے تمام کاموں کے پیچھے کوئی مقصد موجود ہوتا ہے۔ مقصد کا تعین ہمارے کام کو ایک سمت عطا کرتا ہے۔ کسی مضمون کی تدریس کا مقصد بھی طلبا میں کچھ خاص قسم کی اہلیتیں یا اقدار پیدا کرنا ہوتا ہے۔ مقاصد تعلیم کے کثیر تعداد میں ہونے کی وجہ سے ان کی مناسب درجہ بندی ضروری ہے۔ بلوم (Bloom:1913-1999)، کراتھوال (David Krathwohl:1921-2016) اور الزبتھ سمپسن (Elizbeth Simpson) نے مقاصد تعلیم کی بہت واضح اور سہل درجہ بندی کی ہے اور تمام علوم و فنون، صلاحیتوں، رجحانات اور رویوں کو پرکھ کر مقاصدِ تعلیم کو تین گروہوں یا میدانوں (Taxonomies) میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ معلوماتی، عقلی، ذہنی یا وقوفی میدان (Cognitive Domain)

۲۔ استحسانی، حسیاتی یا تاثراتی میدان (Affective Domain)

۳۔ مہارتی، فنی یا حرکی میدان (Psychomotor Domain)

معلوماتی یا عقلی مقاصد کی درجہ بندی بلوم سے منسوب ہے جس نے صرف ذہنی میدان سے متعلق کام کیا جب کہ حسیاتی اور حرکی مقاصد کی درجہ بندی کراتھوال اور الزبتھ سمپسن کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ معلوماتی یا عقلی مقاصد کا تعلق تعلیمی مواد

کے ساتھ ہے اس لیے یہ ہر مضمون کی تدریس میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے مقابلے میں ماہرینِ تعلیم نے حسیاتی اور حرکی مقاصد پر کم توجہ دی ہے۔

بلوم نے تمام تعلیمی مقاصد کا Behavioural Changes یعنی نظریاتی کرداری اور رویاتی تبدیلی کے پیشِ نظر تجزیہ کیا ہے۔ اس کے مطابق تعلیمی مقاصد اور رویے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو اس طرح بیان کیا جائے کہ یہ تعلیمی طرزِ عمل کو آسان سے مشکل کی طرف گامزن کریں۔

بلوم کے مطابق تعلیمی مقاصد کی تقسیم، تعلیمی اور اکتسابی تجربوں، تجزیوں، طریقہ کار، تدریسی امدادی اشیا کے انتخاب، ان کو منظم کرنے اور ان سے بہتر نتائج اخذ کرنے، نیز اس کی جانچ کے لیے مناسب تکنیکیں استعمال کرنے میں معاون ثابت ہونی چاہیے۔ اس درجہ بندی کی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے پورا تعلیمی عمل منطقی طور پر مختص ہو جاتا ہے اور اس سے اہداف (Goals) حاصل کرنے کے لیے صحیح سمت کے تعین میں مدد ملتی ہے۔ اس کی روشنی میں تعلیمی ادارے، اساتذہ، تعلیمی مشیر و حکام اپنی نصابی، ہم نصابی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر مقاصد کا تعین کر سکتے ہیں۔ مقاصد کی درجہ بندی کرتے وقت بلوم اور اس کے رفقا نے تینوں بڑے میدانوں (Domains) کو متعدد ذیلی سطحوں اور زمروں میں تقسیم کیا ہے۔

وقوفی میدان (Cognitive Domain):

اس کا تعلق معلومات اور تصورات و نظریات سے فرد کی آگہی ہے۔ یہ تبدیلی مادی صورت میں نظر نہیں آتی اس کا تعلق حافظے سے ہے۔ ایسے مقاصد جن کا تعلق یاد رکھنے یا پڑھے ہوئے کو دوبارہ بیان کرنے یا ایسے مسائل اور سوالات حل کرنے سے ہو جن میں ذہنی قویٰ کو استعمال میں لانا پڑتا ہو وقوفی مقاصد کہلاتے ہیں۔ اس میں ذہنی طور پر معلومات کو یاد رکھنا، ان کا تجزیہ کرنا، مسائل کے حل کے لیے ذہنی سوچ و بچار کرنا اور عقلی دلائل دینا بھی شامل ہے۔ تعلیمی شعبے میں مقاصد کی ایک کثیر تعداد وقوفی گروہ سے متعلق ہے۔ وقوفی درجہ بندی (۱۹۵۶ء) میں بلوم نے چھے منظم درجے بیان کیے ہیں۔ ہر اگلے درجے میں جانے کے لیے پچھلے درجے میں مکمل مہارت کا حصول ضروری ہے۔ بلوم کی وضع کردہ وقوفی مقاصد کی درجہ بندی درج ذیل ہے۔

۱۔ علم (Knowledge)

۲۔ فہم یا تفہیم (Comprehension)

۳۔ اطلاق (Application)

۴۔ تجزیہ/تحلیل (Analysis)

۵۔ تالیف/ترکیب/تشکیل (Synthesis)

۶۔ جائزہ/تشخیص/نتیجہ (Evaluation)

۱۔علم (Knowledge):

علم وقوفی میدان کا سب سے پہلا مرحلہ ہے اس کا تعلق تعلیمی مواد کے ساتھ ہے۔ طالب علم حاصل شدہ مواد کو یاد رکھتا ہے۔ اس مرحلے میں دو کردار آگاہی اور علم کو دوبارہ ذہن میں لاسکنا (یادداشت) شامل ہیں۔ علم کا گروہ تعلیمی میدان کے سب سے کم درجے کے تعلم کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں حقائق سے لے کر تھیوری تک کا علم شامل ہے۔ مشاہدہ، وسیع معلومات کی مراجعت، تصورات، تاریخ، واقعات، مضامین پر مہارت، مخصوص حقائق، طریقہ کار، نظریات، قوانین اور اصول، تعلیمی طریقے اور تکنیکیں، اصطلاحات، نظری ماڈل اور تصوراتی ڈھانچے، رجحان اور ترتیب، جماعت بندی اور کسوٹی، اشارے اور روایات، مشہور شخصیات اور اہم جگہوں کا علم سب اسی ذیل میں آتا ہے۔

۲۔تفہیم (Comprehension):

فہم یا تفہیم سے مراد حاصل شدہ علم کو اچھی طرح سمجھنا اور پھر اس کے استعمال کی صلاحیت پیدا ہونا ہے۔ فہم بھی کم درجے کے تعلیم کو ظاہر کرتا ہے لیکن یہ تعلم رٹائی سے ایک درجہ اونچا ہے۔ فہم کا اظہار مواد کی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقلی (الفاظ سے اعداد)، مواد کی تشریح (وضاحت اور خلاصہ)، مستقبل کے بارے میں قیاس کرنا (اثرات اور نتائج کی پیش گوئی)، حقائق اور تصورات کی تفہیم کا اظہار (ترتیب، موازنہ، تشریح، ترجمہ) اور بنیادی تصور کے بیان کرنے سے ہوتا ہے۔

۳۔اطلاق (Application):

اطلاق سے مراد علم، فہم اور مسئلے کو حل کرنے کی مہارتوں کو نئی صورت حال میں استعمال کرنے کی قابلیت ہے۔ یہ علم اور فہم سے اونچے درجے کا تعلم ہے۔ اطلاق کے تحت طالب علم، حاصل شدہ علم و فہم، قواعد کلیہ، مسائل اور مہارتوں کا استعمال کر کے نئے تجربات و مشاہدات، تبدیلیوں اور کلیوں کے ذریعے نئی صورت حال سے نمٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس صورت حال اور اس سے ہونے والی تبدیلیوں اور نئی مہارتوں کے اطلاق کا مشاہدہ طلبا کی درج ذیل کرداری تبدیلیوں سے کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ابتدائی درجات کے طلبا کے فہم کو سمجھنے کے لیے ہم معانی، ہم شکل اور متشابہ آواز کے الفاظ، قواعد کی تعریفات، محاورے، ضرب الامثال اور تلمیحات کا استعمال و اطلاق معاون ہے۔

۲۔ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر اطلاق کے حوالے سے صرف ونحو کے دیگر قاعدوں اور کلیوں مثلاً مرکب اور مفرد

الفاظ کا تجزیہ، فقروں میں رموز و اوقاف کا تعین، صنعتوں کی شناخت اور مصرعوں کی تقطیع کرنا وغیرہ بھی شامل ہے۔

۳۔ نظم و نثر کے فن پاروں کو پڑھنے کے بعد ان کا مرکزی خیال بیان کرنا اور ان فن پاروں کے حوالے سے مثبت و منفی رائے کا اظہار بھی اطلاق کے زمرے میں آتا ہے۔

۴۔ تجزیہ (Analysis):

طلبا کا متعلقہ معلومات کی تہ تک پہنچنے کے لیے، مختلف اجزا اور عناصر کو شناخت کرنا اور ان میں تعلق کو سمجھنے کی قابلیت ہونے کا مرحلہ تجزیہ کہلاتا ہے۔ ان قابلیتوں کی وجہ سے طلبا اجزا کی ترکیب و ترتیب کا اصول بھی سمجھتے ہیں۔ تجزیہ فہم اور اطلاق سے بھی اونچے درجے کا تعلم ہے۔ زبان میں تجزیے کے تحت کسی نثری و شعری فن پارے کی خوبیوں اور خامیوں اور اس سے ذہنوں پر قائم ہونے والے تاثرات اور اس کے علمی و معاشرتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تجزیے کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ تجزیے میں بغور مطالعے کے بعد واقعات اور تصورات کو الگ الگ کیا جا سکتا ہے یا ان کی جزئیات کے باہمی تعلق کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

۵۔ تالیف/ ترکیب (Synthesis):

تالیف یا ترکیب سے مراد وہ قابلیت ہے جس میں سابقہ علم اور مہارتوں کو تخلیقی اور مختلف انداز میں استعمال کرتے ہوئے کوئی منفرد مفہوم، ساخت یا چیز بنائی جاتی ہے۔ تالیف کے تحت طلبا مختلف ذرائع سے حاصل کردہ خیالات کو مربوط اور بامعنی انداز سے استعمال کرتے ہوئے نئے تخلیقی خیالات کو تشکیل دیتے ہیں۔ تعلم کا یہ گروہ تخلیقی کردار کو ظاہر کرتا ہے۔ طالب علم کوئی کہانی، تقریر یا نظم لکھے یا تجربات کا خاکہ تیار کرے یا اشیا اور واقعات کی جماعت بندی کے لیے کوئی کسوٹی تیار کرے، ان سب کا تعلق اسی گروہ کے ساتھ ہے۔ اس میں علم کی مختلف پہلوؤں سے مطابقت اور عمومیت سے حقیقت تک پہنچنا، پیش گوئی اور نتائج اخذ کرنا بھی شامل ہے۔

۶۔ جائزہ (Evaluation):

مواد کی قدر و قیمت اور اوصاف کو جانچنے کی تنقیدی صلاحیت جائزہ کہلاتی ہے۔ مختلف اشیا کے اندرونی شواہد اور بیرونی لائحہ عمل اور معیار کو جانچنے اور ان سے نتائج اخذ کرنے کا کام جائزہ کے زمرے میں آتا ہے۔ جائزہ تعلیمی میدان کا سب سے اونچے درجے کا تعلم ہے۔

استحسانی یا تاثراتی میدان (Affective Domain):

اس نوع سے متعلقہ مقاصد کا تعلق فرد کے رویوں، عادات، احساسات، جذبات، اقدار اور پسند و ناپسند سے ہے۔ اس سے فرد کے رویوں اور عادات کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ مقاصد فرد کی سوچ اور شخصیت کو ایک خاص رجحان دیتے ہیں مثلاً حب الوطنی پیدا ہونا، مذہبی لگاؤ پیدا ہونا، سچائی سے لگاؤ ہونا وغیرہ۔ ان مقاصد کی تکمیل سے فرد صرف خود واقف ہوتا ہے۔ ان مقاصد کو نہ تو صورت پذیر ہوتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا کسی صورت جائزہ لینا ممکن ہے۔

وقوفی، تاثراتی اور حسی وحرکی تینوں میدانوں میں بلاشبہ یہ میدان سب سے اہم ہے۔ اس کی اہمیت کی ایک بڑی وجہ وقوفی میدان سے اس کا تعلق ہے کیوں کہ وقوفی میدان میں جب مقاصد معلومات سے اوپر کے درجات جائزہ تک پہنچتے ہیں تو رویہ میں تبدیلی آتی ہے اور افراد کو علمی توانائی کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے تبھی وہ اطلاق، تجزیہ اور جائزہ تک پہنچ پاتا ہے۔ اسی لیے طلبا کے مضامین سے متعلق رویے میں تبدیلی کے بغیر اعلیٰ درجہ کے خیالات کا تصور ممکن نہیں۔ اس میدان میں بعض طلبا میں مثبت رویے درکار ہوتے ہیں تاہم سبھی طلبا سے مثبت رویہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مشاہدہ مشکل ہوتا ہے اور اس میدان کے تحت مقاصد بھی صحیح طرح سے وضع نہیں کیے جا سکتے۔

استحسانی مقاصد کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ دوسروں کے ساتھ کام میں شریک ہونے پر آمادہ ہونا۔
۲۔ صحت کے قوانین کی پیروی کرنا۔
۳۔ گھر کا کام کرنے پر آمادہ ہونا۔
۴۔ ٹریفک کے قوانین کی پابندی کرنا۔
۵۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا۔
۶۔ معلوماتی کتابوں میں دل چسپی لینا۔
۷۔ تعمیری مشاغل اور تفریحی سرگرمیوں میں حصہ لینا۔
۸۔ صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونا۔
۹۔ اسلام اور پاکستان سے محبت پیدا کرنا۔
۱۰۔ پاکستان کے شان دار مستقبل کا احساس دلانا۔
۱۱۔ پاکستان کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا کرنا۔

مقاصد کی درجہ بندی کے اس میدان کو بلوم (Bloom) اور اس کے دو رفقاء کراتھوال (Krathswhol) اور میسیا (Masia) نے ۱۹۶۴ء میں پہلی بار وضع کیا۔ اس میدان میں اساتذہ کو اپنی توجہ اور توانائی درسی مواد کو نہایت دل چسپ

بنا کر طلبا کے سامنے پیش کرنے کے لیے مرکوز کرنی چاہیے تاکہ طلبا کی توجہ درسی کتب کی جانب مبذول ہو سکے۔ غیر دل چسپ مواد و مضمون پڑھنے پر طلبا کو مجبور کرنا وقت کا زیاں ہے۔ اس سے مقاصد کی تکمیل ناممکن ہے۔ دورانِ تدریس اساتذہ معلوم سے نامعلوم کی جانب بڑھتے ہوئے گرم جوشی سے اسباق کو دل چسپ بنائیں اور مضمون میں بچوں کی دل چسپی برقرار رکھیں۔ طلبا کو مناسب اکتسابی تجربات کی فراہمی سے تاثراتی کردار سازی ممکن ہو جاتی ہے۔ تاثراتی میدان کے مقاصد کی ساخت درجہ بدرجہ ہے۔ اس میں سب سے نچلے درجے آگاہی سے لے کر اونچے درجے اپنانا تک کے کردار شامل ہیں۔ پہلے درجے میں طالب علم واقفیت حاصل کرتا ہے، اس کے بعد واقعات پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہوئے ردِّعمل کا اظہار کرتا ہے۔ ردِّعمل کے دوران وہ اپنے احساسات اور جذبات کو منظم شکل میں پیش کرتا ہے اور یہی انداز بعد میں اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا احساسات و علم کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور ان دونوں کے باہمی تعلق سے ہی تعلیم کو درست جہت عطا ہوتی ہے۔

کراتھوال نے تاثراتی مقاصد کو درج ذیل پانچ درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ حاصل یا وصول کرنا یا توجہ دینا
۲۔ ردِّعمل
۳۔ قدر و قیمت لگانا
۴۔ تنظیم
۵۔ کردار سازی

مندرجہ بالا پانچ درجوں کا تعلیمی مقاصد سے یوں تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔

تاثراتی میدان	**مضمون کے مقاصد کے ساتھ تعلق**
۱۔ توجہ دینا	تجسس
۲۔ ردِّعمل	فیصلہ کرنے میں احتیاط
۳۔ قدر و قیمت	وسیع ذہن
۴۔ تنظیم	تنقیدی سوچ
۵۔ کردار سازی	معروضیت یا ذہنی ایمان داری

تاثراتی میدان کے مختلف مراحل کی تفصیلاً درجہ بندی مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔حاصل یا وصول کرنا (Receiving):

تاثراتی میدان میں یہ تعلیمی تحصیل کی ادنیٰ ترین سطح ہے۔ اس میں طلبا کو ابتدائی تجربہ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کا

تعلق احساس، عمل اور شے کی رُو سے طلبا کی توجہ ہے۔ طلبا اس مرحلے پر متعلقہ معلومات حاصل کرتے اور آ گاہی رکھتے ہیں۔ دوسروں کی باتوں کو سننے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔ اس دوران وہ پسندیدہ محرکات کو منتخب کرتے اور غیر ضروری محرکات کو ترک کر دیتے ہیں۔

۲۔ ردِّعمل (Responding):

مختلف واقعات کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنے سے یا ان میں دل چسپی لینے سے مختلف طرز کے ردِعمل پیدا ہوتے ہیں۔ اس مرحلے میں طلبا مضمون سے متعلق مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اور توجہ و دل چسپی کے ساتھ ردِّعمل ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مرحلے میں مخصوص سرگرمیوں اور تدریسی عمل میں دل چسپی پیدا کرنا شامل ہے۔ دل چسپی کو جاننے کا سب سے اچھا ذریعہ مشاہدہ ہے۔ اس کی کچھ علامات درج ذیل ہوسکتی ہیں:

۱۔ کمرہ جماعت کے اندر طلبا کا زیادہ سے زیادہ سوالات پوچھنا۔

۲۔ اچھے ادب کا مطالعہ کرنا۔

۳۔ تحریر و تقریر کے مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔

۴۔ خوب صورت اور واضح الفاظ کا استعمال کرنا۔

۵۔ اچھے قصے، کہانیوں اور اشعار میں دل چسپی لینا۔

۳۔ قدر و قیمت لگانا (Valuing):

یہ تاثراتی میدان کا تیسرا مرحلہ ہے۔ قدر و قیمت سے متعلقہ مقاصد تعلیم کسی چیز، واقعہ یا کردار کی کسی شخص کے لیے قدر و قیمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو ہم رویے یا اقدار سے بیان کرتے ہیں اور ان میں کسی قدر کو مان لینا یا فوقیت دینا شامل ہے مثلاً دوسروں کی مدد کرنے میں خوشی محسوس کرنا، کسی سرگرمی کو تحسین کی نگاہ سے دیکھنا، دوسروں کی بہبود کا خیال رکھنا، مسئلے کو حل کرنے کے لیے اچھے رویے کا مظاہرہ کرنا وغیرہ۔ ان مقاصد میں رویوں اور اقدار جیسی اصطلاحات کو نہ صرف استعمال کیا جاتا ہے بلکہ ان کے حصول پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

اس مرحلے میں طلبا میں سائنسی رجحان فروغ پاتا ہے جس سے وہ چند مخصوص اقدار کے پابند ہوجاتے ہیں۔ تحصیل عمل اور ردِّعمل اور جواب دہی اس مقصد کے حصول میں مددگار ثابت ہوتے ہیں جس کا اظہار طالب علم کے رویے سے ہوتا ہے مثلاً طالب علم جمہوری عمل پر یقین رکھتا ہے، تہذیبی اختلاف کے برعکس اتحاد پر یقین رکھتا ہے وغیرہ۔

۴۔ تنظیم کاری (Organization):

تاثراتی میدان کے اس مرحلے کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیوں کہ فلسفہ زندگی اور اقدار کی تشکیل میں یہ بہت اہم کردار کا حامل ہے۔ اس مرحلے میں طالب علم مختلف اقدار کے درمیان موازنہ کر کے ترجیحی بنیاد پر ان کی تنظیم کرتا ہے اور مسائل کے حل کے لیے منظم منصوبہ بندی کے کردار کی وضاحت کرتا ہے۔ وہ اپنی خوبیوں اور خامیوں کو سمجھتے ہوئے اپنی زندگی، اپنی اہلیت، دل چسپی اور عقائد کے مطابق ڈھالتا ہے۔ تنظیم سے متعلقہ مقاصد اقدار میں ربط، تنظیم کے قیام کی ضرورت و اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

۵۔ کردار سازی (Characterization):

یہ تاثراتی میدان کا اہم ترین مرحلہ ہے۔ اس مرحلے پر اقدار اور رویے کو عملی زندگی میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ اس میں مخصوص عقائد اور رجحانات پر مشتمل عادات و اطوار پیدا ہوتے ہیں۔ یہ مرحلہ تاثراتی میدان کے تقریباً سبھی مقاصد پر مشتمل ہوتا ہے۔ کردار سازی سے متعلقہ مقاصد ان اقدار کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتے ہیں جن کے زیرِ سایہ کسی ایک پہلو یا مختلف پہلوؤں کی تکمیل ممکن ہوتی ہے مثلاً:

۱۔ اہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنا۔
۲۔ مسائل کے حل کے لیے معروضی انداز اختیار کرنا۔
۳۔ محنت، لگن اور نظم وضبط کا مظاہرہ کرنا۔
۴۔ اچھی عادات کا اظہار کرنا۔
۵۔ کام کرتے وقت خود اعتمادی کا مظاہرہ کرنا۔

حسی/حرکی میدان (Psychomoter Domain):

ان مقاصد کا تعلق عمل، طبعی حرکات، ہنر اور فن سے ہے۔ کسی کام کو عملی طور پر کرنا اور اس کام کو دوام بخشنے میں اعضا کی شمولیت ہونا مثلاً ڈرائیونگ کرنا، خانہ داری اور لکھنا وغیرہ، حسی/حرکی مقاصد کی ذیل میں آتا ہے۔ ان سے طالب علم میں اشیا اور اعضا کے استعمال کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ اس میدان میں شامل مقاصد تعلیم جسم کی حرکات وسکنات کی ہم آہنگی سے بحث کرتے ہیں۔ بلوم کے نزدیک ثانوی مدارس یا کالجوں میں حسی/حرکی صلاحیتوں کا شاذو نادر ہی جائزہ لیا جاتا ہے تاہم لیبارٹری میں تحریری یا زبانی امتحانات کا بھی ایک حد تک حسی/حرکی خاصیتوں پر انحصار ہے مثلاً جب بچہ لیبارٹری میں کوئی تجربہ کرتا ہے، آلات کا استعمال کرتا ہے، کسی مقدار کا مشاہدہ کرتا ہے، اسے ناپتا ہے تو یہ سارے عوامل اسی میدان سے متعلق ہیں۔

اردو زبان کی تدریس میں حسی/حرکی میدان کے مقاصد کو ہم زبان کی بنیادی مہارتوں کے سیکھنے میں استعمال کر سکتے ہیں، کیوں کہ زبان کی بنیادی مہارتیں سننا، بولنا، لکھنا اور پڑھنا حسی/حرکی اعضا سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس میں صحیح بولنے کی مہارت مثلاً صحیح تلفظ اور معقول انداز گفتگو ہیں۔ اسی طرح پڑھنے میں زیر و بم کا خیال اور تلفظ کا خیال وغیرہ ہے، لکھنے کی مہارتوں اور لکھاوٹ میں صفائی، حروف کی بناوٹ، اس کی مختلف اشکال، الفاظ کی بناوٹ اور ترتیب وغیرہ کو مقاصد کے طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے۔

حسی/حرکی میدان کا تعلق جسمانی یا طبعی حرکات، مہارت اور اس کی نشوونما سے ہے اس میں طالب علم کو حسی اعضا کے استعمال کی مہارت سکھائی جاتی ہے۔ تحریری اور زبانی امتحانات کا انحصار حسی/حرکی مہارتوں یا خاصیتوں پر ہے مثلاً لکھنے کی مشق، تفحص الفاظ، تکمیلی جملے بولنا اور بہتر لب ولہجہ وغیرہ۔

حسی/حرکی قابلیتوں کے استعمال میں وقوفی اور تاثراتی قابلیتوں کا بھی استعمال ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ان تینوں قابلیتوں کو ایک دوسرے سے بالکل الگ نہیں کیا جا سکتا۔ تجربہ کرنے کے دوران ایک طالب علم کی تجربے کے بارے میں ضروری معلومات، آلات کی ساخت اور ان کے استعمال سے متعلق معلوماتی و وقوفی میدان کا حصہ ہیں جب کہ تجربہ کرنے پر آمادگی، تجربے کے دوران صفائی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا وغیرہ کا تعلق تاثراتی میدان سے ہے اور آلات کو استعمال کرنے کی مہارت حسی حرکی میدان کا حصہ ہے۔ حسی/حرکی میدان کا زیادہ تر اطلاق ہوم اکنامکس، انڈسٹریل آرٹس، فزیکل ایجوکیشن، آرٹ، موسیقی اور سائنسی مضامین مع پہلوؤں پر ہوتا ہے۔ مقاصد کی درجہ بندی کا یہ نظریہ ۱۹۶۹ء میں الیزبتھ سیمپسن (Elizabeth Simpson) کے ذریعے پہلی بار منظرِ عام پر آیا۔

انیتا ہیرو (Anita Harrow:1972) نے حسی/حرکی میدان کے مختلف مراحل کی درجہ بندی درج ذیل طریقے سے کی ہے۔

۱۔ادراک/تقلید/نقل کرنا (Perception/Imitation):

اس مرحلے میں حواس خمسہ کے ذریعے حرکت کرنے کے لیے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ یہ مرحلہ سعی اور خطا کے افعال کی بنیاد پر کام کرتا ہے۔ مہارت کے حصول میں ادراک/تقلید کا بڑا اہم مقام ہے مثلاً

۱۔ روایتی اقدار سیکھنا۔

۲۔ روایتی عادات واطوار کی معلومات

۳۔ درجہ بندی اور گروہ بندی کی معلومات

۴۔ آفاقی نظام اصول کی معلومات

۲۔آمادگی(Manipulation):

اس مرحلے سے متعلقہ مقاصد طلبا کو ذہنی، جسمانی اور جذباتی طور پر کسی کام کے کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے مرتب کیے جاتے ہیں۔ اس میں زبانی معلومات کی تعریف، تشریح، نشان دہی، بازیابی وغیرہ آتے ہیں مثلاً کسی نظریے یا معلومات کو سیکھنے کے بعد طلبا اس کی ترجمانی کریں اور صحیح سمت میں گامزن ہوں۔

۳۔زیرِ رہنمائی ردِّعمل(Guided Response):

اس سطح کا تعلق کسی پیچیدہ مہارت کے سیکھنے کے ابتدائی مراحل سے ہے۔ اس مرحلے میں فرد ہدایات کے مطابق کام سرانجام دیتا ہے۔ اس میں تقلید (رہنما کے کیے ہوئے فعل کو دہرانا) اور کسی مناسب ردِّعمل کے انتخاب کے لیے سعی و خطا کے افعال شامل ہیں مثلاً دوران تجربہ طلبا کا درست ہدایات پر عمل پیرا ہونا اور صحیح نتائج کا حصول ممکن بنانا۔ کارکردگی کے معیار کو انسٹرکٹر جانچتا ہے یا کسی موزوں معیار سے موازنہ کیا جاتا ہے۔

۴۔ترتیل(Articulation):

مختلف کاموں کو ایک سلسلے میں ترتیب دینا اور اندرونی تسلسل میں ہم آہنگی پیدا کرنا ترتیل کہلاتا ہے مثلاً ایسے سمعی و بصری اسباق یا ویڈیو تیار کرنا جن میں آواز، تصویر، ڈراما، رنگ اور بہتر آہنگ کی آمیزش ہو۔

۵۔فطرتی کردار سازی کرنا(Naturalization):

طلبا اس سطح پر اپنی سیکھی ہوئی مہارتوں کو اپنی فطرت ثانیہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں یعنی نئے حالات میں وہ ان مہارتوں کو خود اعتمادی کے ساتھ استعمال کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ حسی/حرکی میدان کی یہ اعلیٰ سطح ہے جس میں مہارتیں طلبا کی فطرت کا حصہ بن جاتی ہیں۔

۶۔عادت کی تشکیل کرنا(Habit Formation):

حسی/حرکی میدان میں طلبا کا اپنے بڑوں یا اساتذہ کی تقلید کرتے ہوئے کسی کام میں مہارت حاصل کرنا اور اسے اپنی عادت ثانیہ بنا لینا، عادت کی تشکیل کہلاتا ہے۔ وہ عادت اور مہارت طالب علم کی اپنی ذات سے ہی وابستہ ہو جاتی ہے۔ زبان کی تدریس میں تحریر و تقریر سے اس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں مثلاً تقریر میں جسمانی اعضا کا استعمال یا اشاراتی زبان کا استعمال اور تحریر میں حروف و الفاظ کی بناوٹ وغیرہ۔

حسی/حرکی میدان کی سطحوں کی درجہ بندی

تعلیم کا تعلق انسان اور معاشرے سے ہے اور یہ تعلق تبدیلیوں کی صورت میں سامنے آتا ہے جہاں جہاں تبدیلی ہے وہاں وہاں تعلیم کا دائرہ کار ہے۔ تعلیم کے نتیجے میں فرد کے کردار میں وقوفی، تاثراتی اور حرکی تینوں قسم کی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ یہ تمام تبدیلیاں ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور ایک دوسرے کے لیے بنیاد کا کام دیتی ہیں۔ یہی تبدیلیاں تعلیم کی وسعت اور دائرہ کار کا تعین بھی کرتی ہیں۔ بلوم ٹیکسانومی کے تناظر میں تدریس اردو نہ صرف طلبا میں دل چسپی کا عنصر پیدا کرے گی بلکہ زبان کے حوالے سے اردو میں تحقیق کی نئی راہیں بھی متعین کرے گی۔ اس سے درسی زبان یا نئے محضر وجود میں لانے، ابلاغ کے محضری تجزیے، گفتگو اور تحریر کے امتیاز، نصابی کتب کی زبان، ذریعۂ تعلیم کے محضر، سائنسی اور تکنیکی اردو، بول چال کی ثقافت اور نئی علامتی زبان وغیرہ کئی ایسے پہلو سامنے آئیں گے جن سے اردو زبان ترقی کی نئی راہوں پر گامزن ہو گی۔ مزید برآں بلومز کے بیان کردہ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ایک متعلم اپنی تدریس اور طلبا کے کردار و عمل میں کئی مثبت تبدیلیاں لا سکتا ہے کیوں کہ وقوفی، تاثراتی اور حرکی میدان درس و تدریس میں فکر و عمل کو جلا بخشتے ہیں اور استاد اور شاگرد دونوں کے لیے سلسلۂ تدریس کا ایک لائحہ عمل ترتیب دیتے ہیں۔ نصاب کے مقاصد متعین کرنے میں بھی یہ درجہ بندی نصاب مرتب کرنے والے ممبران و اساتذہ کرام کے لیے رہنمائی کا باعث بنتی ہے نیز دورانِ تدریس امتحانی آزمائشوں اور جائزے کا بہترین آلہ کار ہے۔

حواشی

(۱) تدریسیات اردو، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۱۴ء)، ص ۳۲

(۲) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، (نئی دہلی: مکتبہ جامعۂ، ۲۰۱۳ء)، ص ۳۴

(۳) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، (لاہور: مجید بک ڈپو، ۲۰۰۳ء)، ص ۳۶۰

(۴) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۸۴

(۵) ایضاً، ص ۸۵

(۶) تناظراتِ تعلیم، (اسلام آباد: شعبہ ایلیمنٹری ایجوکیشن، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۳ء)، ص ۳۳۴

(۷) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، ص ۳۶۱

(۸) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۸۷

(۹) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، ص ۳۶۳

(۱۰) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۸۸

(۱۱) www.pakeducators.com/bloom-taxonomy، تاریخ ملاحظہ: ۲۶ فروری ۲۰۱۸ء، بوقت ۶:۴۰ بجے۔

(۱۲) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، ص ۳۶۴

(۱۳) www.pakeducators.com/bloom-taxonomy، تاریخ ملاحظہ: ۲۶ فروری ۲۰۱۸ء، بوقت ۶:۴۵ بجے۔
(۱۴) تناظراتِ تعلیم، شعبۂ ایلیمنٹری ایجوکیشن، محولہ بالا، ص ۳۳۵
(۱۵) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۹۰
(۱۶) ایضاً، ص ۹۰
(۱۷) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، ص ۳۶۵
(۱۸) ایضاً، ص ۳۶۶
(۱۹) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۹۱
(۲۰) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، ص ۳۶۸
(۲۱) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۹۲
(۲۲) ایس ایم شاہد، تعلیم کی بنیادیں، ص ۳۶۵
(۲۳) ایس ایم شاہد، نصاب سازی و انسٹرکشن، ص ۱۸۹
(۲۴) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۹۳
(۲۵) ایضاً، ص ۹۳
(۲۶) محمد رشید، ایجوکیشنل ٹیکنالوجی، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۲ء)، ص ۸۸
(۲۷) ایس ایم شاہد، نصاب سازی و انسٹرکشن، ص ۱۹۰
(۲۸) ریاض احمد، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، ص ۹۵
(۲۹) تدریسیات اردو (ماسٹر آف ایجوکیشن)، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۱۴ء) ص ۳۹

مآخذ:

(۱) احمد، ریاض، اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۳ء
(۲) رشید، محمد، ایجوکیشنل ٹیکنالوجی، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۲ء
(۳) شاہد، ایس ایم، تعلیم کی بنیادیں، لاہور: مجید بک ڈپو، ۲۰۰۳ء

تدریسی کتب

(۱) تدریسیات اردو، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۱۴ء
(۲) تناظراتِ تعلیم، اسلام آباد: شعبہ ایلیمنٹری ایجوکیشن، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۳ء

ویب گاہ

www.pakeducators.com/bloom-taxonomy